www.KitaboSunnat.com

حافظ عبد اللہ مُحدث روپڑی

آبائی وطن "کیرپور" ضلع امرتسر ہے۔ ۱۳۰۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹۶۴ء وفات پائی۔ کل عمر ۸۰ سال حیات رہے۔ راقم الحروف اِن سطور میں صرف ان کی علمی زندگی اور دینی خدمات کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔

تعلیم کا آغاز

حافظ صاحب کے والد ماجد میاں روشن دین اکثر علماء کی صحبت میں بیٹھے اور علمِ دین کے شوق میں قریہ "لکھوکے" (ضلع فیروز پور، مشرقی پنجاب ہند) حافظ محمد صاحب لکھوی کے پاس پہنچ گئے اور چاہتے تھے کہ اولاد بھی علمِ دین کے زیور سے آراستہ ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بڑے لڑکے رکن دین اور مولوی رحیم بخش، حافظ عبد اللہ، مولوی عبد الواحد سب کو علمِ دین کے حصول پر لگا دیا۔ مگر ان کی اولاد میں سے تعلیمی لحاظ سے صرف دو بھائیوں نے امتیاز حاصل کیا یعنی حافظ عبد اللہ صاحب اور حافظ محمد حسین صاحب امرتسری....

"لکھوکے"

حافظ صاحب نے ابتدائی تعلیم قریہ "لکھوکے" پہنچ کر مولانا عبد القادر بن محمد شریف بن بارک اللہ لکھوی اور حافظ محمد کے صاحبزادے مولانا محمد حسین لکھوی (۱۳۶۵ھ) سے حاصل کی۔ چنانچہ ان دونوں سے صَرف و نحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر اپنے بھائی رکن الدین کے ساتھ "میرٹھ"....مدرسہ نعمانیہ میں چلے گئے۔ ایک سال وہاں قیام کیا اور صرف و نحو کی متوسطات پڑھ لیں پھر واپس آکر "مدرسہ غزنویہ" امرتسر میں داخل ہو گئے۔

پنجاب میں اہل حدیث کے یہ دو مدرسے تھے، جن سے جماعت اہلحدیث کو فیض پہنچ رہا تھا اور طلبہ زیادہ تر انہی دو مدرسوں میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ راقم الحروف باوجود انتہائی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہش اور آرزو کے ان دونوں مدرسوں کے فیض سے محروم رہا۔ نہ "لکھوکے" جاکر صرف و نحو کا درس لے سکا اور نہ امرتسر پہنچ کر "مدرسہ غزنویہ" سے روحانی فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔

مدرسہ غزنویہ میں اُس وقت امام عبد الجبار غزنوی حدیث پڑھا رہے تھے، جنھوں نے حدیث کی سند سید نذیر حسین صاحب دہلوی سے حاصل کی تھی اور روحانی فیض اپنے والد ماجد امام عبد اللہ سے حاصل کیا تھا۔ علاوہ ازیں غزنویہ میں فنون و فقہ کے لئے دوسرے مدرسین بھی تدریس کر رہے تھے۔ جن میں مولوی معصوم علی ہزاروی اور مولوی محی الدین صاحب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

حافظ صاحب نے حدیث، امام عبد الجبار سے پڑھی اور صرف و نحو، فقہ، اصولِ فقہ مولوی معصوم علی ہزاروی اور مولوی محی الدین وغیرہ سے پڑھیں۔ اصولِ فقہ میں آپ کے استاد مولوی عبد الصمد تھے۔

اس کے ساتھ ہی "مدرسہ نعمانیہ" امرتسر میں بھی کتب فلسفہ "میبذی" وغیرہ پڑھتے رہے، مگر تفسیر و حدیث امام عبد الجبار غزنوی اور کچھ کتابیں مولوی عبد الاول غزنوی سے پڑھیں جبکہ سندِ فراغت امام عبد الجبار ہی سے حاصل کی۔

امام عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ حافظ عبد اللہ صاحب پر بہت اعتماد کرتے، تاہم تکمیلِ علم کی اجازت لے کر ۱۹۱۰ء کو دہلی گئے۔ مگر ان کے پہنچنے سے پہلے حضرت میاں صاحب ۱۹۰۲ء کو فوت ہو چکے تھے، لہٰذا حافظ مذکور نے منطق و فلسفہ کی تکمیل کے لئے حافظ عبد اللہ غازیپوری کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور مولوی محمد اسحٰق منطق دہلوی سے "اقلیدس" اور بعض غیر درسی کتابیں پڑھیں۔

اسی اثناء میں ۱۹۱۳ء کو امام عبد الجبار بھی وفات پا گئے۔ حافظ صاحب اس صدمہ سے بھی دوچار ہوئے، مگر تکمیلِ علم کے سفر کو جاری رکھا اور ریاست "رام پور" پہنچ کر "مدرسہ عالیہ" میں داخلہ لے لیا اور ایک سال کی محنت سے "مولوی فاضل" اور درسِ نظامی کی سند حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

"مدرسہ عالیہ" رام پور میں اس وقت مولوی محمد امین رامپوری اور فضل حق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رامپوری (۱۲۷۸....۱۳۵۸ھ) مدرس تھے اور یہ دونوں منطق و فلسفہ میں بہت لائق اساتذہ مانے جاتے تھے۔

مولوی فضل حق رامپوری' مولانا عبدالحق رامپوری کے خلف تھے اور علومِ حکمیہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ انہوں نے علومِ حکمیہ مفتی لطف اللہ علی گڑھی سے حاصل کئے تھے اور قدماء کی تالیفات مولوی ہدایت علی بریلوی سے اخذ کی تھیں اور "بریلی" میں "مدرسہ طالبیہ" میں مدرس رہے تھے۔ پھر کچھ مدت "مدرسہ عالیہ" رام پور میں درس دیتے رہے۔ اس اثناء میں منطق و فلسفہ علامہ عبدالحق بن فضل حق خیر آبادی سے پڑھا تھا اور "مدرسہ سلیمانیہ" بھوپال پہنچ کر حدیث کی سند الشیخ المحدث حسین بن محسن انصاری سے حاصل کی تھی۔ جبکہ حسین بن محسن کا سلسلہ سند امام شوکانی سے متصل ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ سند عالی ہو جاتی ہے۔

مولانا فضل حق رامپوری دوبارہ صدر کی حیثیت سے مدرسہ عالیہ رامپور آجاتے ہیں تو حافظ عبداللہ صاحب نے اسی زمانہ میں ان سے سندِ فضلیت حاصل کی ہے۔ اس لحاظ سے حافظ عبداللہ صاحب کی یہ سند حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کے برابر ہو جاتی ہے' اور آپ حضرت میاں صاحب کے براہ راست تلامذہ کے برابر ہو جاتے ہیں۔ فضل حق رامپوری بعض کتب و حواشی کے مؤلف بھی ہیں' اصول فقہ کی "تلویح" پر ان کے حواشی ہیں اور "افضل التحقیقات فی مسئلہ الصفات" (علم کلام) ان کی تالیف نہایت دقیق ہے۔ حافظ صاحب ۱۹۱۴ء کو فارغ التحصیل ہو کر واپس آجاتے ہیں۔

روپڑ میں قیام

ان دنوں "روپڑ" ضلع انبالہ میں اہم قصبہ تھا۔ نہر سرہند کے مرکزی دفاتر کی وجہ سے اسے خاص شہرت حاصل تھی۔ روپڑ میں "اہل حدیث تحریک" کے متعلق میاں عبدالرشید خان (کلرک دفاتر نہر سرھندی) اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں

"۱۸۸۰ء کا ذکر ہے کہ یہاں کوئی فرد اہل حدیث نہ تھا۔ سب سے پہلے ناناجی حاجی خلیفہ فضل الٰہی نے شرک و بدعت کا رد شروع کیا اور اس راہ میں ان کو نہایت تکالیف و شدائد کا سامنا کرنا پڑا۔ تاہم مسلکِ اہل حدیث متعارف کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے یہ ہدایت شاہ شہید رحمتہ اللہ علیہ کی "تقویۃ الایمان" کے مطالعہ سے حاصل کی تھی۔ پھر زیادہ شوقِ علم کے لئے امام عبداللہ غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں "امرتسر" چلے گئے تھے اور بیعت کر کے واپس آئے تھے۔

حاجی خلیفہ صاحب دور دور سے علماءِ اہل حدیث کو بلواتے اور جلسے کرواتے اور پھر روپڑ ہی نہیں بلکہ علماء کو ارد گرد کے دیہات میں بھی لے جاتے اور تبلیغ و وعظ کرواتے۔ اس طرح ارد گرد کے دیہات بھی مسلکِ اہل حدیث سے متعارف ہو گئے اور کئی گاؤں اہلِ حدیث بن گئے۔ اس ضمن میں جناب مولانا محمد حسین بٹالوی (۱۲۵۶....۱۳۳۸ھ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ وہ بمع عیال اکثر "روپڑ" آتے اور عرصہ تک قیام پذیر رہتے، بلکہ ایک مرتبہ تو انہوں نے روپڑ میں تدریس کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا۔

روپڑ میں مسجدِ اہل حدیث "مسجد عالی" کے نام سے مشہور تھی۔ نانا جی نے مولانا سید محمود علی شاہ ہزاروی (۱۳۱۷ھ) کے ساتھ مل کر چندہ جمع کر کے اس مسجد کی توسیع بھی کروائی تھی اور میاں نور بخش کو اس کا خطیب مقرر کیا تھا۔

۱۹۱۵ء میں حافظ عبداللہ روپڑی کو -- جو ابھی کلیتہً تعلیم سے فارغ نہیں ہوئے تھے، مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے ایماء پر روپڑ بلایا گیا اور ان سے وعدہ لیا گیا کہ فراغت کے بعد روپڑ میں اقامت کریں، تاکہ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا جا سکے"۔

چنانچہ ۱۹۱۶ء کو مولانا ممدوح "روپڑ" تشریف فرما ہو گئے۔ خلیفہ صاحب تو ۱۹۲۰ء کو راہی ملک عدم ہو گئے اور اپنی یادگار میں مسجد اور مدرسہ چھوڑ گئے ۲۔ روپڑ پہنچ کر حافظ صاحب

۱۔ یہ مولوی معصوم علی ہزاروی وہی ہیں، جن کو امام عبدالجبار نے "دار العلوم تقویۃ الاسلام" امرتسر میں بحیثیت مدرس بنا لیا تھا اور ان کے ساتھ مفتی محمد حسن امرتسری لاہوری بھی بحیثیت تلمیذ "مدرسہ غزنویہ" میں چلے آئے تھے اور مفتی صاحب نے امام عبدالجبار سے بھی حدیث پڑھی تھی۔ اس وقت غالباً مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے رفیق درس رہے اور پاکستان میں آکر لاہور میں "جامعہ اشرفیہ" کی بنیاد رکھی اور مولانا داؤد غزنوی کے ساتھ ہمیشہ برادرانہ تعلقات قائم رہے اور دونوں ایک دوسرے کا احترام کرتے رہے۔

۲۔ رپورٹ مجریہ ۱۲/ جنوری ۱۹۲۳ء اخبار "اہل حدیث" (امرتسر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکور نے ۱۹۱۶ء میں ہی خلیفہ فضل الٰہی کی معیت میں "دار العلوم عربیہ اسلامیہ" کے نام سے ایک مدرسہ جاری کیا' جس نے جلد ہی تدریسی شہرت حاصل کر لی اور دور دراز سے طالبِ علم اس میں تعلیم کے لئے آنا شروع ہو گئے' حتیٰ کہ حافظ صاحب سے فیضیاب ہونے والے متعدد علماء نے درسِ نظامی کی تدریس میں موثر کردار ادا کیا جبکہ حافظ صاحب نے روپڑ میں صرف تدریس پر اکتفاء نہیں کیا' بلکہ ہمہ جہت جماعتی ذمہ داریوں میں دلچسپی لیتے رہے

تلامذہ

حافظ موصوف ۱۹۱۶ء تا ۱۹۳۸ء روپڑ میں تدریس و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس مدت میں بہت سے علماء نے علمی فیض حاصل کیا۔ حضرت حافظ صاحب کے تلمیذِ خاص مولانا محمد صدیق صاحب (شیخ الحدیث سرگودھا رحمتہ اللہ ... مُرتب فتاویٰ اہل حدیث) لکھتے ہیں :

"جب آپ روپڑ تشریف لائے' تو وہاں آپ نے دار الحدیث کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۱۶ء کو دار الحدیث کا افتتاح ہوا۔ نماز عصر کے بعد بخاری شریف شروع کی گئی۔ شیخ محمد عمر بن ناصر نجدی المعروف بہ عرب صاحب' مولوی محمد بن عبدالعظیم پسروری اور مولوی دین محمد ستانوی رحمتہ اللہ درسِ بخاری میں شریک ہوتے۔ مولوی نور محمد سکنہ دوگری نے نسائی شریف شروع کی۔ اس کے بعد تلامذہ کا یہ سلسلہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ اور یہ سلسلہ ۱۹۳۸ء تک جاری رہا۔ پھر انہوں نے قیامِ پاکستان سے قبل اپنی معلومات کے مطابق درج ذیل فہرست دی ہے

(1) محمد عمر بن ناصر نجدی

(2) شیخ عبداللہ الابیض.. جامعہ ازھر

(3) محمد بن عبدالعظیم پسروری

(4) دین محمد مرحوم ستانوی

(5) مولوی نور محمد ساکن دوگری

(6) مولوی عبدالرحمٰن بن مولوی محمد محسن نسائی

(7) مولوی احمد جھنگوی ملتانی .... مؤسس "دار الحدیث بالمدینۃ المنورہ"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(8) مولانا عبد الجبار کھنڈیلوی

(9) مولوی عبد العلیم ٹونکی

(10) مولوی ابو بکر بنگالی

(11) مولوی عبد القیوم ہردوانی

(12) مولوی عبد الرحمٰن مہتمم دار الحدیث مدینہ منورہ

(13) حافظ محمد حسین امر تسری ۔ والد مدیر اعلیٰ "محدث" لاہور

(14) مولوی سید محمد.... چونیاں

(15) مولوی قادر بخش بازید پوری

(16) مولوی شہاب الدین کوٹلوی

(17) حافظ اسماعیل و حافظ عبد القادر پسران رحیم بخش برادر اکبر حافظ عبد اللہ روپڑی

(18) مولونا محمد صدیق شیخ الحدیث جامعہ علمیہ.. سرگودھا

(19) سید بدیع الدین شاہ راشدی

تنظیم اہلحدیث

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب رحمتہ اللہ علیہ آف سرگودھا لکھتے ہیں ۱۹۳۲ء سے قبل جب جماعتِ اہل حدیث کی تنظیم معرضِ وجود میں آئی اور شاہ محمد شریف مرحوم اس جماعت کے امیر منتخب ہوئے اور جماعتی امور کی نشرو اشاعت کے لئے ایک اخبار کے اجراء کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی تو اراکین نے اس کا تمام بوجھ حضرت محدث روپڑی پر ڈال دیا اور مورخہ ۲۶ رمضان ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۳۲ء کو "تنظیم اہل حدیث" کے نام سے ہفت روزہ اخبار جاری کیا گیا۔

تنظیم اہلحدیث اور صوبہ پنجاب

دراصل "تنظیم اہل حدیث" کے لئے "مجلّہ اہلحدیث" امرتسر نے اپنے اجراء کے ساتھ تحریک بھی شروع کر دی تھی۔

اب مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اس امر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے کوشاں تھے کہ صوبہ پنجاب میں بھی ایک صوبائی تنظیم کا ہونا ضروری ہے۔ جو مرکزی جماعت کے ساتھ الحاق کر سکے اور مرکز کے اغراض و مقاصد کے تحت کام کرے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے مولانا امرتسری رحمۃ اللہ نے اخبار "اہل حدیث" میں تحریک شروع کی۔ مگر پنجاب میں تنظیم کے مسئلہ پر جماعت دو دھڑوں میں تقسیم ہو گئی' جو مولانا امرتسری کے تفسیری نزاع کی وجہ سے پہلے ہی بن چکے تھے۔

نفس تنظیم میں کسی کو اختلاف نہ تھا مگر سوال یہ تھا کہ ایک جماعت جو عمل بالحدیث کی داعی ہے اور وہ اپنے ہر کام میں آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی دعویدار ہے' تو کیا صدارتی جمہوری نظام اس کے اصول کے مطابق ہے یا نظام بصورتِ امارت کی تشکیل ضروری ہے۔

جدت پسند اذہان تو صدارتی نظام کے حامی تھے اور اس کو عین اسلامی نظام سمجھتے تھے' خصوصاً جب کہ اس کی ہیئت کذائی .. شورائی طرز کی حامل ہو' لیکن خالص سلفی مکتبِ فکر کے علماء نظامِ امارت قائم کرنے کے حامی تھے۔ گو اس امارت کو امامتِ کبریٰ کا درجہ دینے کے لئے تیار نہ تھے' جو کہ سیاسی قوت کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا۔

مولانا ثناء اللہ تنظیم بصورتِ "انجمن" کے حامی تھے اور صدارتی نظام چاہتے تھے۔ اس بناء پر انہوں نے بطور استفسار کے اخبار "اہلحدیث" میں حسب ذیل اعلان کیا :

"پنجاب میں آج کل تنظیم جماعت کی بابت دو رائیں پائی جاتی ہیں ... ایک رائے یہ ہے کہ تنظیم بصورت انجمن ہو اور دوسری رائے یہ ہے کہ بصورت امارت ہو۔ ناظرین اپنی اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں ۳؎۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ایک مضمون مولانا محمد علی لکھوی مرحوم کا ہے' جو ۹/ ستمبر ۱۹۳۲ء کے اخبار "اہل حدیث" میں شائع ہوا۔ یہ مضمون مفصل ہے اور اس ضمن میں ڈاکٹر سید فرید احمد مہتمم مدرسہ احمدیہ سلفیہ (دربھنگہ) کا بھی ایک مضمون ہے' جو ۱۴/ ستمبر ۱۹۳۲ء کے "اہل حدیث" میں شائع ہوا' اور ان سے قبل مولانا عبد الحلیم صدیقی مدرس دار العلوم احمدیہ سلفیہ

۳؎۔ اخبار اہل حدیث مجریہ ۱۲/ اگست ۱۹۳۲ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(دربھنگہ) بھی اپنے خیالات کا اظہار کر چکے تھے۔ جو تنظیم بصورتِ امارت پر زور دے رہے تھے۔

اس سے علماء نے یہی سمجھا اور سمجھنا چاہئے کہ الفاظ بصورت "انجمن" سے مروجہ جمہوریت مراد ہے اور بصورتِ امامت سے "شوریٰ اسلامیہ" ہے۔ اس بنا پر علماء نے تصریح کے ساتھ لکھا

"تنظیم جماعت بصورتِ انجمن اغیار کی اختراع ہے اور تنظیم جماعت بصورتِ امارت کتاب و سنت سے ثابت ہے"۔

لیکن اس پر غور کی بجائے رجعت پسندی کا طعنہ دیا گیا اور کہا گیا کہ قرآن نے تو اصول بیان فرمائے ہیں' جن میں ایک اصل "وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ" کا ہے۔ متمدن دنیا کس قدر بھی ترقی کر جائے' یہ اصول اپنی جگہ پر قائم رہے گا اور مروجہ جمہوریت بھی اگر اس اصل پر قائم ہے' تو عین اسلامی ہوگی۔

مگر مروجہ جمہوریت اپنی تصنع اور زیبائش کے باوجود معاشرہ میں بہت سی برائیوں کو جنم دے رہی ہے اور جمہوریت میں حسن و قبح کا معیار مادیت ہے اور صرف دنیوی زندگی کو سامنے رکھ کر تمام اصول بنائے گئے ہیں۔ اس جمہوریت کے مخترعین کے سامنے آخرت کا تصور نہیں ہے' نہ ہی اس پر ایمان ہے اور نہ کچھ اس سے سروکار!۔

پس جس جماعت کا مطمعِ نظر ہی حصولِ رضاالٰہی ہو اور اتباعِ کتاب و سنت ہو۔ وہ اسے کیسے اپنا سکتی ہے۔ اس بناء پر جماعت اہل حدیث کی تنظیم بصورتِ امارت ہی ممکن ہو سکتی ہے [۴] واضح رہے کہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے مقاصد کے تحت پنجاب میں "صدر انجمن اہل حدیث.. صوبہ پنجاب" کی بنیاد تقریباً ۱۹۲۱ء کو رکھی جا چکی تھی۔ جس کے صدر اور سیکرٹری مقرر تھے اور یہ انجمن اپنے تنظیمی پروگرام چلا رہی تھی۔ جس کا صدر دفتر لاہور میں قائم

۴۔ اس سلسلہ میں سب سے بہتر مقالہ قاضی عبدالرحیم صاحب قاضی کوٹی کا ہے جو اخبار "تنظیم اہل حدیث" میں "تنظیم اہلحدیث اور جمہوریت" کے عنوان سے متعدد اقساط میں شائع ہوا۔ قاضی صاحب چونکہ نظام امارت کے قائل تھے اور گوجرانوالہ کی تنظیم اہل حدیث کے امیر تھے' اس لئے مرحوم نے مولانا امرتسری کے جملہ دلائل کا مکمل تجزیہ کرکے ان کا ابطال کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکا تھا۔

لیکن جو لوگ اس میں شریک نہیں ہوتے تھے اور وہ امارتی نظام کے داعی تھے، انہوں نے ۱۳ جولائی ۱۹۳۰ء کو موضع "کمیر پور" تحصیل "اجنالہ" ضلع امرتسر میں ایک نمائندہ اجتماع بلایا۔ مولانا مرحوم سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ اس میں خاکسار کو بھی دعوت دی گئی اور اس میں تقرر امیر کو زیر بحث لایا گیا اور شرکاء کی اکثریت نے سید محمد شریف کو اپنا امیر منتخب کر لیا اور جماعتی نظام کو چلانے کے لئے اس کا صدر دفتر "امرتسر" میں قائم کیا گیا۔ جمعیت کے ناظم حکیم نور الدین قرار پائے اور اس تنظیم کا نام "تنظیم اہل حدیث.. پنجاب" رکھا گیا۔

اس تنظیم کی بھی اضلاع میں شاخیں قائم کی گئیں۔ اس جمعیت کے تحت ایک مرکزی درسگاہ قائم کی گئی، جس کے جملہ اخراجات کا بوجھ گوجرانوالہ کی جمعیت نے اپنے ذمہ لے لیا۔ اس مرکزی درسگاہ میں حافظ محمد صاحب گوندلوی مرحوم صدر مدرس اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور اس میں مولوی فضل الرحمٰن گوندلوی اور مولانا عطاء اللہ صاحب بھوجیانی بھی مدرس رہے اور مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمتہ اللہ اس کے منصرم مقرر ہو گئے۔

اس درسگاہ کا باقاعدہ مرکز کے تحت امتحان ہوتا رہا۔ ابتداء میں حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی اس کے مُفتّش و ممتحن بھی رہے۔

آمدم بر سرِ مطلب

چونکہ اس تنظیم کے قیام میں حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی نے موثر کردار ادا کیا تھا، اس لئے جمعیت کے لئے ایک مجلّہ اُسبوعیہ کی ضرورت محسوس ہونے لگی، تو اس کا بارِ گراں بھی حافظ صاحب روپڑی کے کندھوں پر ڈال دیا گیا یا انہوں نے خود اٹھالیا تھا، چنانچہ مارچ ۱۹۳۲ء کو اس کا پہلا شمارہ منصۂ شہود پر آیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، تاہم ابتداء میں تقریباً دو سال تک یہ اخبار پندرہ روزہ نکلتا رہا اور بالآخر اس کو "ہفت روزہ" کر دیا گیا۔

اخبار تنظیم اہل حدیث

بلاشبہ اخبار "تنظیم الہحدیث" نے جماعتی تنظیم اور اس کے کام کو مربوط کرنے کے لئے خصوصی رول ادا کیا۔ تاہم اس اخبار میں حافظ عبد اللہ صاحب کے فتاویٰ کو خصوصی اہمیت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہے، جو اہل حدیث علماء اور دوسری جماعتوں کے لئے بھی توجہ کا باعث بن گئے۔ اب وہ فتاویٰ بعض احباب کی کوشش سے الگ مرتب ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس پر مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔

اخبار کے جاری ہوتے ہی حافظ محمد اسماعیل صاحب روپڑی اور ان کے بھائی حافظ عبدالقادر روپڑی نائب مدیر کی حیثیت سے کام کرنے لگ گئے۔ بعض مسائل جو حافظ صاحب خود نہ لکھنا چاہتے، وہ ان دونوں کے نام سے شائع کروا دیئے جاتے، مثلاً نظامِ امارت یا صدارت!.. ' تفسیری اغلاط... ' اور مناظرات کی رپورٹیں وغیرہ۔

اخبار "العدل" اور تنظیم اہلحدیث

انہی دنوں گوجرانوالہ سے اخبار "العدل" مولانا عبدالعزیز صاحب دیوبندی کی زیر سرپرستی شائع ہو رہا تھا۔ جس میں اہل حدیث کے خلاف زہر اگلا جا رہا تھا۔ "اہلحدیث" امرتسر کی طرح۔ "تنظیم اہل حدیث" میں اس کے محتویات کا مناسب جواب دیا جاتا۔ مولانا نور حسن گرجاکھی کے بہت سے مضامین اہل حدیث سے دفاع کے لئے شائع ہوئے ہیں۔ اسی طرح "الفقیہ" امرتسر کے جواب میں بھی "تنظیم اہلحدیث" خاموش نہ رہتا، بلکہ اختلافی مسائل پر نوک جھونک جاری رہتی۔

ذوالحجہ کی تیرھویں کو قربانی

اخبار "العدل" کی ایک اشاعت میں "فرقہ اہل حدیث کی متعصبانہ تیرھویں قربانی" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا اور ذوالحجہ کی تیرھویں تاریخ کو قربانی پر طنز کیا گیا۔ اس پر "تنظیم اہل حدیث" میں مولانا عبدالجلیل سامرودی نے ایک محققانہ مضمون شائع کیا اور تیرھویں تاریخ کو قربانی کا ثبوت پیش کیا۔ وہ اپنے مضمون میں لکھتے ہیں

"اس مضمون میں اہلحدیث کو بے جا تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے اگر آپ نے سنانا ہی تھا تو اپنے عم بزرگوار امام شافعی کا نام لے کر سناتے... آپ جب مقلد ہیں تو کسی مجتہد کے مسلک پر اعتراض کا کیا حق پہنچتا ہے، یہ امام شافعی کا مذہب ہے، چنانچہ ہدایہ میں ہے

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ بَعْدَهُ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ كُلُّهَا أَيَّامُ ذِبْحٍ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کہ امام شافعی رحمتہ اللہ یوم النحر کے بعد تین دن کی قربانی کے قائل ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایام تشریق سب ایامِ ذبح ہیں"

امام نووی' امام شافعی کا مذہب نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

"علی بن ابی طالب' جبیر بن مطعم' ابن عباس' عطا' حسن بصری' عمر بن عبدالعزیز' سلیمان بن موسیٰ اسدی' مکحول (فقیہ اہل الشام) اور داؤد ظاہری کا یہی مسلک ہے"

"زاد المعاد" میں حافظ ابن قیم نے متعدد ائمہ کا یہی مسلک قرار دیا ہے حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں "تحت الآیۃ" لکھتے ہیں

"ایام تشریق کا چار دن ہونا' ابن عمر' ابن الزبیر' ابو موسیٰ' عطاء' مجاہد' عکرمہ' سعید بن جبیر' ابو مالک' ابراہیم نخعی' یحییٰ بن ابی کثیر' حسن' قتادہ' ربیع بن انس' عطاء خراسانی اور مالک بن انس وغیرہم سے مروی ہے اور پھر حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں

امام شافعی کا مذہب ہی راجح ہے' یعنی قربانی کا وقت یوم النحر سے لے کر آخر ایام تشریق تک ہے اور حافظ ابن حزم نے "المحلی" میں ان سب اقوال کو بمع تخریج نقل کیا ہے ۵۔ اور ابن حجر مکی شرحِ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں

وَ بِذَالِکَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ جُبَیْرُ بْنُ مُطْعِمٍ وَ نُقِلَ عَنْ عَلِیٍّ وَ بِہٖ قَالَ کَثِیْرٌ مِنَ التَّابِعِیْنَ فَمَنْ زَعَمَ اَنَّ الشَّافِعِیَّ تَفَرَّدَ بِہٖ فَقَدْ اَخْطَاَ

حافظ ابن حجر "فتح الباری" میں لکھتے ہیں

"جبیر بن مطعم کی حدیث مرفوعاً ثابت ہے۔ امام احمد نے اس کی سند کو منقطع کہا ہے' مگر دار قطنی نے اسے موصولاً ذکر کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

علامہ شوکانی نے بھی جبیر بن مطعم کی حدیث کے متعلق لکھا ہے "جو اسے منقطع کہتے ہیں' تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حبان نے اسے موصولاً ذکر کیا ہے"

پھر علامہ مناوی نے شرح "الجامع الصغیر" میں اور عزیزی نے "السراج المنیر" ۶۔ میں جبیر بن مطعم کی مسند احمد والی حدیث کی اسناد کو "صحیح" کہا ہے۔ علامہ سیوطی نے بھی اس پر صحت کی

۵۔ المحلی ج ۲' ص ۲۷۵/ ج ۷' ص ۳۷۰
۶۔ الجامع الصغیر مع شرح المناوی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامت قائم کی ہے۔ علامہ شوکانی "الدراری المضیئہ" میں لکھتے ہیں

وَ لَہٗ طُرُقٌ یُقَوِّیْ بَعْضُھَا بَعْضًا کہ اس کے متعدد طرق ہیں جن سے تقویت حاصل ہو گئی ہے۔

اور امام شوکانی نے "وبل الغمام" میں لکھا ہے

"اس حدیث کی ضعیف ہونے کی کوئی ایسی وجہ بیان نہیں کی گئی' جس پر اعتماد ہو سکے"۔

حسین بن محسن انصاری اپنے فتاوٰی میں اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فَھُوَ حَسَنٌ یُحْتَجُّ بِہٖ..... الغرض یہ حدیث حسن' قابلِ حجت ہے اور پھر آگے چل کر علامہ حسین انصاری لکھتے ہیں

"ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے اس کی تصحیح کی ہے۔ اگر یہ ضعیف بھی ہو تو اقوالِ صحابہ اور جمہور اہلِ علم اس کے حق میں ہیں۔

حافظ ابن کثیر نے تفسیر میں اس کے متابعات بھی ذکر کیے ہیں اور دار قطنی نے بھی اس کے متابعات ذکر کیے ہیں ے۔ الغرض اس مسئلہ میں کوئی غبار نہیں ہے اور یہ واقعہ ہے کہ اخبار "تنظیم اہل حدیث" نے ہر موقع پر مسلک اہل حدیث کا دفاع کیا ہے۔ خصوصاً علمی مسائل میں تو "مدیر" کے قلم کا لوہا دوسرے بھی مانتے ہیں اور کم و بیش تمام اختلافی مسائل پر جو زیر بحث آتے رہے ہیں' اسقدر مواد جمع کر دیا ہے کہ اس سے ہر مسئلہ کی دلیل مل سکتی ہے۔ یہی حال "اہلحدیث" امرتسر کا ہے۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ اب ان کے خلف اسی پر زندہ ہیں اور حافظ عبد القادر رانہی مسائل کا اعادہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مزید توفیق عطا فرمائے آمین۔

آٹھ رکعت تراویح

اخبار "تنظیم" نے آٹھ رکعت مسئلہ تراویح پر ایک مضمون شائع کیا اور ثابت کیا کہ آٹھ رکعت تراویح کا سنت ہونا اہل حدیث اور حنفیہ کے مابین متفق علیہ ہے اور اس پر سائب بن یزید کی حدیث کو بطور دلیل پیش کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ

ے۔ دار قطنی ج ۲ ص ۲۸۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھایا کرو اور آنحضرت ﷺ نے تین رات جماعت کے ساتھ جو نماز پڑھائی ہے' وہ بھی آٹھ رکعت اور تین وتر کے ساتھ تھی- چنانچہ صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ رکعت' اور وتر پڑھائے ۸؎ اور جس روایت میں بیس رکعت مذکور ہے اولاً تو وہ صحیح نہیں ہے- خود زیلعی نے تخریج "ہدایہ" میں اس کی تضعیف کی ہے- کہ ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان بالاتفاق ضعیف ہیں ۹؎

اس بناء پر ہم کہتے ہیں کہ تراویح باجماعت اور آٹھ رکعت کی تحدید دونوں ہی فعلِ نبوی سے ثابت ہیں- لیکن آنحضرت ﷺ نے جماعت کی پابندی کا حکم نہیں دیا- تراویح باجماعت پر استمرار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا ہے اس بناء پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لغوی معنی کے اعتبار سے اس کو "نعمت البدعۃ" کہا ہے-

حضرت عمر کے حکم سے جو نماز پڑھائی گئی' وہ آٹھ رکعت تھی- موطا میں جو مذکور ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے' اسے حضرت عمر کی سنت نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ لوگوں کا اپنا عمل تھا- اس بنا پر ابن الہمام فتح القدیر (شرح ہدایہ) میں لکھتے ہیں "سنت اصل آٹھ ہی ہیں' باقی مستحب یعنی نوافل ہیں"-

اور امام مالک نے بھی موطا میں ۳۶ رکعت کو مستحب کہا ہے اور علامہ عینی نے شرح بخاری" اور امام سیوطی نے "رسالہ التراویح" میں لکھا ہے کہ امام مالک بھی گیارہ رکعت ہی پسند کرتے تھے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل سنت تو امام مالک کے نزدیک بھی آٹھ ہی ہیں اور زائد کو نوافل کہہ سکتے ہیں اور پھر صحابہ کرام اگر کسی عبادت یا دعا میں اضافہ کرتے ہیں' تو اسے سنت کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا- زیادہ سے زیادہ اسے جائز کہہ سکتے ہیں' مثلاً حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تلبیہ حج میں کچھ زائد کلمات بطور دعا شامل کر لیتے' تو اس پر امام شافعی نے فرمایا "اگر تلبیہ حج میں کوئی اضافہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے' مگر بہتر یہ ہے کہ تلبیہ نبوی پر اکتفاء کرے"-

---

۸؎- عمدۃ الرعایہ مولانا عبد الحی و فتح القدیر شرح ہدایہ

۹؎- ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان پر جرح کے لئے "انوار المصابیح" مولانا نذیر احمد رحمۃ اللہ دہلوی ص ۱۷۰ تا ۱۷۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی بناء پر اہلحدیث کا مسلک یہ ہے کہ آٹھ رکعت تراویح تو سنت ہے اور اگر نوافل کے طور پر کوئی اضافہ کرے تو اس پر اعتراض نہیں ہے اور نہ حدیث کے خلاف ہے۔ ہاں اگر سنت سمجھ کر بیس پڑھے تو یہ خلافِ سنت ہے۔ اس بناء پر گنہگار بھی ہو گا۔ شیخ عبد الحق دہلوی اپنے رسالہ "ماثبت بالسنہ" میں لکھتے ہیں

خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں بھی گیارہ رکعت پر عمل ہوتا رہا ہے"۔

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا تفصیل کی بناء پر ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ آٹھ رکعت پڑھتے اور پڑھاتے رہے۔ پھر حضرت عمر کے دور میں بھی آٹھ رکعت پر ہی عمل رہا اور تابعین کے دور میں بھی۔ اور امام مالک کے معاصر محمد بن اسحق آٹھ رکعت کو ترجیح دیتے۔ ان کے بعد محدثین کے اقوال بھی اس کے موافق ہیں اور حنفیہ کے نزدیک بھی آٹھ رکعت کو ترجیح ہے۔ تو اس کے بعد کونسا تعامل رہ جاتا ہے' جس پر احناف عمل پیرا ہیں۔

اخبار "العدل" گوجرانوالہ ۲۸/ جمادی الاولیٰ میں "حنفیت کی عظیم الشان فتح" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا۔ جس کا تعلق گوجرانوالہ میں مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولانا عبد العزیز کے مابین "قراءۃ خلف امام" کے مسئلہ پر مناظرہ سے تھا۔ مولانا عبد العزیز نے دعویٰ کیا کہ حدیث "واذا قرء فانصتوا"... صحیح مسلم میں ہے۔ مولانا ثناء اللہ نے اس حدیث کے صحیح مسلم میں ہونے سے انکار کیا۔

یہاں پر حافظ عبد اللہ صاحب کی رائے نقل کرتے ہیں' وہ لکھتے ہیں

"امام نووی بڑے پائے کے محدث' فقیہ اور حجت ہیں۔ دیگر تصانیف کے علاوہ انہوں نے "شرح مسلم" بھی لکھی ہے۔ اس شرح میں امام نووی نے صحیح مسلم کی احادیث اور اسانید مشکلہ کو اس طرح حل کیا ہے کہ آپ کے بعد آنے والے لوگ انہی پر اعتماد کرتے ہیں اس حدیث پر امام نووی لکھتے ہیں

وَاعْلَمْ اَنَّ هٰذِهِ الزِّيَادَةَ مِمَّا اخْتُلِفَ فِيْ صِحَّتِهٖ وَلَا سِيَّمَا لَمْ يَرْوِهَا مُسْنَدَةً فِيْ صَحِيْحِهٖ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حدیث مذکور' صحیح مسلم میں بالاسناد نہیں ہے' لہٰذا یہ موضوع کتاب سے خارج ہے ۱۰ے

علمی خدمات...تالیفات

علمی' فروعی مسائل پر بھی حافظ علیہ الرحمتہ نے مسلک اہل حدیث کے مطابق بیشتر تالیفات چھوڑیں۔ان کے فتاویٰ تو فتاوی اہلحدیث کے عنوان سے ان کے تلمیذِ ارشد کی عملی کوشش سے یکجا ہو کر طبع ہو چکے ہیں۔یہاں پر ان کی دوسری تالیفات مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کا تعارف مطلوب ہے

(1) الكتاب المستطاب

مولانا محمد انور شاہ کشمیری نے عربی میں "فصل الخطاب" کے نام سے ایک کتاب لکھی' جس میں "قراۃ خلف الامام" کے مسئلہ میں حنفی مذہب کی ترجمانی کی۔حافظ علیہ الرحمتہ نے اس کے جواب میں یہ کتاب عربی میں ہی لکھی' جو بہت سے علمی مباحث پر مشتمل ہے اور متعدد احادیث کے مشکل مقامات کا حل ہے۔اس کے حاشیہ پر "فصل الخطاب" ہے' تاکہ ناظرین کو اصل مسئلہ کے سمجھنے میں آسانی ہو۔یہ کتاب عرصہ سے ناپید ہے۔جماعتی ذہن میں تازگی پیدا کرنے کے لئے اس کا جدید ایڈیشن شائع کرنا ضروری ہے۔جس میں مرحوم کے بعد جو مولانا خیر محمد جالندھری وغیرہ نے نفسِ کتاب پر بعض اعتراضات کئے ہیں تاکہ ان کا بھی جواب ہو سکے۔

(2) اطفاء الشمعہ

یہ رسالہ مسائل جمعہ پر مشتمل ہے۔تمام مسائل کا احصاء کیا گیا ہے اور اس موضوع پر احناف کی طرف جو رسائل لکھے گئے ہیں' مثلاً مولانا احمد علی لاہوری رحمتہ اللہ' مولانا رشید احمد گنگوہی' مولانا محمود الحسن دیوبندی اور نیموی صاحب کی کتابوں کا بالخصوص جواب دیا گیا ہے۔جانبین کے دلائل کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے اور ظہر احتیاطی کا مسئلہ بڑی تفصیل سے ذکر کیا گیا

۱۰ے۔ یہ مسائل میں نے بطور مثال ذکر کئے ہیں' ورنہ جماعتی ضرورت کا تقاضا یہ ہے کہ "تنظیم اہل حدیث" اور "اہلحدیث" امرتسر کے قبل از تقسیم ملک کے تمام فائل سامنے رکھ کر علماء اہل حدیث کی تنقیحات کو جمع کر دیا جائے' بلکہ "الاعتصام" کو بھی شامل کر لیا جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔علمائے دہلی کے فتاویٰ بھی درج ہیں۔

(3) درایتِ تفسیری

اصول تفسیر پر بحث کی گئی ہے۔ابتداء میں مسئلہ تقلید پر بحث ہے۔

(4) اہل سنت کی تعریف

اس رسالہ کی جامعیت اور افادیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اس میں اہل سنت کی ۷۳ تعریفیں کی گئیں ہیں۔ مؤلف نے ان سب پر محاکمہ کیا ہے۔ یہ کتاب تقریباً ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

(5) اہل حدیث کی تعریف

چونکہ یہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ کے رسالہ "الاقتصاد" کا جواب ہے' اس لئے رسالہ کے ضمن میں "تقلید" پر مکمل بحث ہے۔ مولانا تھانوی کا یہ رسالہ دراصل سید میاں صاحب دہلوی کی کتاب "معیار الحق" کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ صرف خطبہ اول مطبوع ہے:

(6) نبی معصوم ﷺ

یہ رسالہ مختصر ہے اور عیسائیوں کے جواب میں ہے۔عیسائی مشنری نے قرآن سے رسول اکرم ﷺ کو گنہگار ثابت کیا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا معصوم ہونا اور حضرت عیسیٰ کا شفیع ہونا ثابت کیا ہے۔ اس موضوع پر دیگر ائمہ اور علمائے اہلحدیث نے رسالے لکھے ہیں۔ ابن حزم کی کتاب "الفِصل فی الملل والنحل" میں ایک مستقل باب ہے' جو عصمت انبیاء کے ثبوت پر مشتمل ہے۔ حضرت مولانا میر سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ دورہ تفسیر میں طلبہ کو یہ باب درساً پڑھاتے۔ مولانا محمد حسین ابو سعید بٹالوی نے عیسائی مشنری کے جواب میں عصمت الانبیاء پر ایک رسالہ لکھا ہے' جو ان کے رسالہ "اشاعۃ السنۃ" کے ایک مستقل نمبر میں شائع ہو چکا ہے یہ رسالہ راقم الحروف کے اشارے پر شیخ محمد اشرف رحمتہ اللہ نے کتابت کروایا تھا' پھر معلوم نہیں ہو سکا کہ طباعت کے مرحلہ پر پہنچایا نہیں۔

(7) رسالہ ردبدعات

نام سے ظاہر ہے کہ اس میں بدعات کا رد ہے۔ مروجہ بدعات پر پندرہ سوالات کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوابات ہیں' نیز قبور و قبہ جات کے گرانے کا مفصل بیان ہے اور بدعت کے لغوی اور شرعی معنی بتائے گئے ہیں۔

(8) امامت مشرک

یہ ایک اشتہار ہے۔ اخبار "اہلحدیث" امرتسر میں یہ بحث چلی کہ کلمہ گو مشرک کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ مذکورہ اشتہار میں اس مسئلہ پر پوری بحث ہے۔ فی زمانہ بھی اس مسئلہ کو سمجھنا ضروری ہے۔

(9) اربعینِ غزنویہ

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے جب تفسیر بنام "تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن"، لکھی جو اسلوب و انداز بیان کے لحاظ سے تفسیر ابن کثیر کا خاکہ تھا' مگر اختصار میں جلالین سے بھی بازی لے گئی تھی۔ اس تفسیر کو بہت سے علماء نے پسند کیا حتیٰ کہ بنارس وغیرہ کے مدارس میں "جلالین" کی بجائے اس کو پڑھانے کی تجاویز کا اظہار کیا گیا۔ بیرونِ ملک "مصر" کے علماء نے بھی اس کو پسند کیا' مگر اس میں مولانا نے سلف کی راہ چھوڑ کر متکلمین کی تاویل کا رنگ اختیار کیا تھا۔ اس لئے اہل حدیث اور سلفی ذہن کے علماء نے اسے ناپسند کیا اور تتبع کر کے چالیس مقامات کی نشان دہی کی اور مولانا مرحوم سے درخواست کی کہ ان کی اصلاح کی جائے۔ مذاکرہ علمیہ آرہ کے ۱۳۲۳ھ کے سالانہ جلسہ میں یہ رائے قرار پائی کہ اس پر کچھ علماء کو "حَکَم" مقرر کیا جائے۔ چنانچہ حافظ عبد اللہ غازیپوری' مولانا شاہ عین الحق پھلواری اور مولانا شمس الحق ڈیانوی کو "حَکَم" مقرر کیا گیا' جو جانبین سے موقف سن کر فیصلہ کریں گے۔ علماءِ اہل حدیث نے مولانا عبد الواحد غزنوی' مولانا عبد الغفور اور مولانا عبد الاول پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی کہ ان اغلاط کو "اربعین" کے نام سے مرتب کیا جائے اور یہ نزاع یہاں تک بڑھا کہ سلطان عبد العزیز تک جا پہنچا۔ ایک طرف تو مولانا عبد الوھاب دہلوی نے امامتِ کبریٰ کا شاخسانہ کھڑا کر کے اور ساتھ شرکیہ دم جھاڑ کے جواز پر اصرار کر کے اختلاف پیدا کیا اور دوسری طرف مولانا امرتسری کی تفسیر پر "ثنائی غزنوی" یا "ثنائی روپڑی نزاع نے ایک مستقل "تکلّف" اختیار کر لی۔ اس اربعین کا پورا نام ہے

"الاربعین فی ان ثناء اللہ لیس علی مذھب المحدثین"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ثناء اللہ مرحوم نے ان اعتراضات سے براءت کے اظہار کے لئے جوابات لکھے اور ان کے مجموعہ کو "الکلام المبین" کے نام سے شائع کر دیا۔ مولانا قاضی عبد الاحد خانپوری نے سترہ مقامات پر محاکمات لکھے ہیں، جو بڑے زوردار ہیں[۱۱]۔

مولانا ثناء اللہ مرحوم نے اس ضمن میں تقلید شخصی و سلفی، اتباعِ سلف اور الکلام المبین وغیرہ رسائل لکھے ان کے جواب میں حافظ علیہ الرحمتہ نے درایتِ تفسیری، تعریفِ اہل حدیث اور تعریفِ اہل السنہ وغیرہ رسالے شائع کئے، ان رسائل میں متنازعہ مسائل کے علاوہ اور بھی بہت سے علمی فوائد ہیں۔ خصوصاً حافظ عبد اللہ علیہ الرحمتہ نے تفسیری مباحث کی خوب چھان بین کی اور فتاویٰ ابن تیمیہ سے لے کر تفسیر کبیر رازی اور کتب امام سیوطی تک کو ماخذ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم محض حق کی تلاش کریں اور ذاتیات کو مبحث نہ بنائیں۔

(10) بکرادیوی

اس میں نذر لغیر اللہ کی حلت و حرمت کا بیان ہے اور آیت "وما اھل لغیر اللہ" کی پوری تفصیل ہے۔

(11) زیارتِ قبرِ نبوی ﷺ

یہ مسئلہ بھی علماء کے مابین اتفاقی چلا آیا ہے اور حافظ ابن تیمیہ نے روضہ اقدس کی زیارت و آداب پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اس ضمن میں بہت سی بدعات کا رد کیا ہے اور غلط فہمیوں کو دور کیا ہے۔ حافظ صاحب نے اس رسالہ میں اصل مسئلہ کی پوری وضاحت کر دی ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے۔

(12) المرشد والامام

اس رسالہ میں پیری، مریدی پر بحث کی گئی ہے۔

(13) طیور ابراہیمی

قرآن پاک کی تفسیر میں یہ مبحث بھی نہایت اہم ہے۔ جدت پسند مفسرین نے طیور کے

۱۱۔ تذکرہ علمائے خانپور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذبح ہونے سے انکار کیا ہے۔ اس آیت میں بحث کا مدار "فقرؤ ھنّ" کی تفسیر پر ہے۔ غالباً اس تاویل کی پیشوائی ابو مسلم معتزلی کی ہے اور اس نے ذبح کا انکار کیا ہے۔

(14) رسالہ امارت

امارت کی حیثیت پر بحث ہے کہ کیا غیر اسلامی حکومت کے اندر رہ کر بھی نظام امارت قائم ہو سکتا ہے یا نہیں اور پھر ایسے نظام امارت کی حیثیت کیا ہے۔ اس ضمن میں مولانا عبد الوہاب دہلوی کی امارت اور جمعیت اہل حدیث پنجاب کے نظام امارت کے مابین فرق کو سمجھایا ہے۔

(15) رسالہ وسیلہ بزرگان

بعض لوگ اولیاء اللہ کی قبروں پر جا کر ان کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں... "اے ولی! میری دعا قبول کر"... اس کی تردید کی ہے اور انبیاء و اولیاء کی برزخی زندگی پر بحث کی ہے۔

(۱۶) وتروں کی تعداد اس رسالہ میں وتروں کی تعداد اور ان کے پڑھنے کی کیفیت بیان کی گئی ہے

تالیفات مولانا عبد الرحمن عاجز

فکر آخرت پر نہایت درجہ نصیحت آمیز کتابیں

نثری مجموعے:

موت کے سائے	=/۱۱۰ روپے
عالم برزخ	=/۱۰۵ روپے
مقام نماز	=/۱۰۰ روپے
فضیل بن عیاض	=/۱۰۰ روپے
شہر خموشاں (قبرستان)	=/۱۰۰ روپے
دلہن قبر کی آغوش میں	=/۳۰ روپے
انسان۔ شان رحمٰن	=/۱۳۰ روپے

منظوم مجموعے:

جام طہور	=/۶۰ روپے
جام طہور مع سوانح حیات	
صبح صادق	=/۴۸ روپے
شمع فروزاں	=/۳۳ روپے
انجم تاباں	

☆ پورا سیٹ منگوانے پر علماء و طلباء اور لائبریریوں کے لئے ۲۰ فیصد رعایت

☆ آپ اپنی کوئی بیچنا چاہیں تو ہمیں یاد فرمائیں

ملکی، غیر ملکی، اردو، عربی اور دینی کتابوں کا عظیم مرکز

رحمانیہ دار الکتب: امین پور بازار، فیصل آباد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ